# پنجاب پولیس: خزانے کا سفید ہاتھی

تحریر: سہیل احمد لون

کسی بھی معاشرے میں پولیس کا بنیادی کام امن وامان کی صورت حال کو کنٹرول کرنا،عوام کی جان و مال کی حفاظت کو یقینی بنانا، جرم کی روک تھام کرنا، جرائم پیشہ عناصر کا خوف عوام میں کم کرنا، جرم کا ارتکاب کرنے والوں شناخت کرنے کے لیے پیشہ وارانہ مہارت کا مناسب استعمال کرنا جس میں جدید ٹیکنالوجی سے بھی استفادہ حاصل کیا جاسکتا ہے'پولیس کا بنیادی کام عوام کو ایسا ماحول مہیا کرنا ہوتا ہے جس میں وہ اپنی جان اور مال کو محفوظ تصور کریں۔ جہاں پر قانون نافذ کرنے والے ادارے اپنا کام دیانتداری سے انجام دیں وہاں اندرونی یا بیرونی جارحیت کا سایہ بہت کم منڈلاتا ہے۔ یہ بات سچ ہے کہ کفر کی حکومت تو چل جاتی ہے مگر ناانصافی کی نہیں۔ جب بھی کسی پر ظلم کے بادل برستے ہیں تو سب سے پہلے وہ انصاف کے لیے پولیس سے رجوع کرتا ہے۔ عدالتی نظام بعد کی بات ہوتی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ پولیس کی تفتیش عدالتی فیصلوں پر بہت اثر انداز ہوتے ہیں۔ وطن عزیز میں پاک فوج کے علاوہ کوئی بھی سرکاری یا نیم سرکاری ادارہ ایسا نہیں جو زوال پزیر نہ ہوا ہو۔ ضیاعی دور کے بعد مہنگائی اور امن وامان کی خراب صورت حال کے درمیان ایک ایسا میچ جاری ہے جس میں کوئی فریق بھی ہار ماننے کو تیار نہیں۔ مہنگائی کی وجہ سے امن وامان کی صورت حال خراب ہو رہی ہے یا امن وامان کی خراب صورت حال مہنگائی کے سمندر میں عوام کو غرق کر رہی ہے؟ باتیں دونوں ہی اپنی جگہ ٹھیک ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس عذاب سے جان کیسے چھڑائی جائے؟ اگر ہم بزرگوں کی باتیں سنیں تو یہ بات پتہ چلتی ہے کہ مہنگائی کا رونا ہر دور میں ہی رویا جاتا تھا مگر امن وامان کی خراب صورت حال ایسی نہ تھی جیسے موجودہ دور میں ہے۔ ملک میں امن امان قائم رکھنے اور عوام کی جان و مال کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے سب سے زیادہ ذمہ داری پولیس کی ہے مگر وطن عزیز میں ہماری پولیس کا رویہ ایسا ہے کہ کوئی شریف یا غریب انسان اپنے ساتھ ہونے والی کسی بھی زیادتی کی رپورٹ درج کروانے تھانہ کی حدود میں جانا پسند نہیں کرتا۔ پولیس گردی کے واقعات تو روزانہ ہی رونما ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر عام انسان اس ادارے سے نفرت کرنا شروع ہو گیا ہے۔ پولیس گردی میں پنجاب پولیس وطن عزیز میں سرفہرست ہے شاید ان کو باقی صوبوں کی نسبت زیادہ مراعات سے نوازہ گیا ہے اس لیے وہ پولیس گردی میں بھی اپنا معیار بلند رکھتے ہیں۔

گزشتہ دنوں اوکاڑہ میں بھی پولیس گردی کا ایسا شرمناک واقعہ رونما ہوا جس سے پنجاب پولیس نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ بربریت اور بے شرمی میں کسی بھی حد کو چھو سکتے ہیں۔ ایک پولیس والے کے قتل ہونے کے بعد پیٹی بند بھائیوں نے ""بھائی گری" دکھاتے ہوئے کئی معصوم، بے گناہ اور غریب افراد کو حراست میں لے لیا۔ رمضان میں مہنگائی کے ساتھ رشوت کا تناسب بھی بڑھ جاتا ہے۔ اگر کوئی رشوت دینے کے قابل نہ ہو تو اس کی چھتر ول کا تناسب بھی زیادہ کر دیا جاتا ہے۔ اوکاڑہ کی پولیس اپنے پیٹی بھائی کے قتل کے شبے میں باپ، بیٹے کو بھی اٹھا کر حوالات میں لے آئی۔ جہاں ان پر جسمانی تشدد کیا گیا جو ہمارے تھانہ کلچر میں عام سی بات ہے مگر اس کے بعد باپ بیٹے کو زبردستی ایک

دوسرے سے جنسی زیادتی کروائی گئی۔ جب بات میڈیا میں آ گئی تو وفاقی وزیر قانون ایک نجی ٹی وی چینل پر یہ کہہ رہے تھے کہ جسمانی تشدد کی بات میں تو صداقت ہے مگر جنسی بدفعلی کے بارے میں وہ کچھ نہیں کہہ سکتے، بقول رانا ثناءاللہ صاحب ''یہ صرف میڈیا رپورٹ بھی ہوسکتی ہے کیونکہ اس کی اب تک کوئی فوٹیج منظر عام پر نہیں آئی تو ہوسکتا ہے کہ اپنے آپ کو قتل کے الزام سے بچانے کے لیے ملزمان پولیس پر جھوٹا الزام لگا رہے ہوں''۔ اگر حوالات کے ٹارچر سیل میں سی سی ٹی وی کیمرے آپریٹیو حالت میں نصب بھی ہوں تو کیا ایسی بدفعلی کی فوٹیج میڈیا میں خبر نشر ہونے کے بعد پولیس وہ فوٹیج ضائع نہیں کرے گی؟ کیا ایسا شرمناک فعل میڈیا کے کیمروں کے سامنے کیا جائے گا؟ ایسے معاملات میں تو طبی معائنے کی بات ہوسکتی ہے مگر وہ بھی واقعہ رونما ہونے کے فوراً بعد۔ کچھ عرصہ قبل گوانتاناموبے کی جیل میں بند قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک والی فوٹیج منظر عام پر آئی تھی۔ ان قیدیوں کے ساتھ ہتک اور توہین آمیز سلوک تو کیا گیا مگر ہماری پولیس نے تو ان کو بھی مات کر دیا۔ عام آدمی ہماری پولیس سے کسی بھی غیر انسانی، غیر شرعی اور غیر قانونی سلوک کی توقع کرسکتا ہے۔

1992ء کی بات ہے میرا ایک قریبی دوست کلیم قادری جو اب امریکہ مقیم ہے فرینڈز موشن فلمز بیڈن روڈ لاہور خواجہ سرفراز مرحوم کے پاس کام کرتا تھا۔ خواجہ سرفراز فلم انڈسٹری کا معروف نام تھا، ان کے بھائی خواجہ صفدر (خواجہ آصف کے والد) سینٹ کے چیرمین بھی رہے تھے۔ حج سے ایک دن پہلے خواجہ صاحب کے بڑے صاحبزادے خواجہ طارق سرفراز نے کلیم قادری کو کچھ پیسے دیے اور پی سی ہوٹل بھیجا۔ جہاں سے وہ اپنے اور اپنے دوستوں کے لیے اکثر شراب منگواتے تھے۔ کلیم جب شراب لے کر موٹر سائیکل پر واپس آ رہا تھا تو ڈیوٹی فری شاپ پر پولیس عیدی لینے کے لیے ناکہ لگائے کھڑی تھی۔ کلیم کو روکا تو اس سے گاڑی کے کاغذ اور ڈرائیونگ لائسنس مانگا۔ جو اس کے پاس نہ تھا لہٰذا اس سے عیدی طلب کی گئی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اس کے پاس شراب کی بوتلیں ہیں تو انہوں نے عیدی کی رقم چار گنا زیادہ کر دی۔ جو کلیم کے پاس نہ تھی۔ پولیس والے اسے تھانہ قلعہ گجر سنگھ لے گئے جہاں پر جسمانی تشدد کیا گیا۔ اس کے بعد کلیم کو اپنی ماں کو گالیاں دینے کا کہا گیا۔ کلیم نے کہا اس میں میری ماں کا کیا قصور ہے تو انہوں نے مزید جسمانی تشدد کرنا شروع کر دیا۔ زبردستی اس سے ماں کو گالیاں نکلوائیں گئیں۔ بعدازاں جب اس نے بتایا کہ شراب کی بوتلیں خواجہ صاحب نے منگوائیں ہیں میں تو معمولی ملازم ہوں۔ تھانے کا انسپکٹر چند ملازم اور کلیم کو ساتھ لے کر خواجہ صاحب کے آفس آیا۔ جہاں خواجہ سرفراز اور خواجہ صفدر کے صاحبزادے (خواجہ آصف)، بیوروکریٹ سیف صاحب، ایم سی بی شاہ عالمی کے بینکر ضیاء صاحب اور فلمی ہیرو اسماعیل شاہ سب موجود تھے۔ خواجہ صاحب نے اپنا اور دیگر احباب کا مختصر تعارف کروایا تو انسپکٹر صاحب کا رویہ مودبانہ ہوگیا۔ 8000 روپے ان کو دیے گئے اور انسپکٹر صاحب نے اپنے ہاتھوں سے شراب خواجہ صاحب کے حوالے کر کے مسکراتے ہوئے کہا کہ جس ریٹ پر آپ پی سی ہوٹل سے منگوا رہے ہیں اس ریٹ پر آپ ہم سے آفس ڈلیور کروا سکتے ہیں۔ میں سوچتا ہوں اگر کلیم قادری کسی بڑے جرم میں پولیس کے ہاتھ لگ جاتا اور خواجہ آصف یا خواجہ سرفراز جیسا نام اس کے پیچھے نہ ہوتا تو جو پولیس والے اس کو ماں کو گالی دینے پر مجبور کرسکتے ہیں وہ بے غیرتی اور بے شرمی کی کسی حد تک بھی جاسکتے ہیں۔ ہماری پولیس پر تو ان کی بیٹی بہنیں بھی اعتبار نہیں کرتیں۔ برطانیہ سمیت یورپ میں اکثر ڈیوٹی پر مرد اور عورت پولیس جوڑے کی شکل میں گشت کرتی، گاڑی میں پٹرول کرتی یا کسی جائے وقوع پر نظر آتی ہے۔ مرد اور عورت کو ایک ساتھ ڈیوٹی پر معمور کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر کہیں

عورت کی تلاشی لینی پڑے تو لیڈی پولیس یہ کام کرے۔مرد کی تلاشی مرد پولیس آفیسر لیتا ہے۔اگر وطن عزیز میں ایک پولیس والے کو ایک عدد لیڈی پولیس کے ساتھ گاڑی دے کر نائٹ یا ڈے ڈیوٹی پر بھیجا جائے تو......!!!پولیس والوں سے ان کی بیٹی بہنیں خوف کھائیں تو ان سے عام لڑکی اپنی جان و مال کیسے بچا پائے گی؟پولیس کا کام عوام کو بلا امتیاز تحفظ فراہم کرنا ہے مگر المیہ یہ ہے کہ قانون کے لمبے ہاتھ صرف غریب کی گردن تک ہی پہنچتے ہیں۔اگر کوئی بگ فش پکڑ بھی لیں تو اسی تناسب سے معاوضہ لے کر دوبارہ جرائم کے گندے تالاب میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔خادم اعلی کو خصوصاً پنجاب پولیس کو مہذب اور فرض شناس بنانے پر توجہ دینی ہوگی۔نون لیگ کے دور میں یہ تو دیکھا گیا ہے کہ پولیس مقابلوں میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن گزشتہ بارہ سالوں میں پنجاب کے خزانے کے اس سفید ہاتھی نے کتنے دہشتگردوں کو اپنی سے اٹھا کر پٹکا ہے تو جواب نفی میں آئے گا۔البتہ جن دنوں میں پاکستان تھا طارق کمبوہ نامی ایک ڈی ایس پی نے دو دہشتگردوں کو مارنے کی غلطی کی تھی اور پھر وہ دنیا میں نہیں رہا تھا۔


تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com


30-07-2013.